نمبر ۱۰۱ | مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۳۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۷ شوال سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۰۔ فروری بعد نماز ظہر تبدیلی آب و ہوا کے لئے راجپورہ متصل بھیر و بیچی تشریف لے گئے۔ ڈاک روزانہ حضور کی خدمت میں پہونچائی جاتی ہے حضور نے اپنے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

۲۰ر فروری بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی نے ذکر حبیب علیہ السلام پر تقریر کی ؛

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور عامہ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں شرکت کے لئے دہلی تشریف لے گئے ؛

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کے برادر اصغر مولوی غلام مصطفےٰ صاحب متعلم مبلغین کلاس جامعہ احمدیہ کے ولیمہ کی دعوت ۲۰۔ فروری کو ہوئی جس میں بہت سے اصحاب کو مدعو کیا گیا ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مخالفانہ تحریروں کا جواب

(از الحکم ۲۴۔ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء)

"مخالف جو گالیاں دیتے ہیں۔ اور گندے اور ناپاک اشتہار شائع کرتے ہیں۔ ہم کو ان کا جواب گالیوں سے کبھی دینا نہیں چاہیئے۔ ہم کو سخت زبانی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے۔ اس لئے ہم نہیں چاہتے۔ کہ اپنی برکت کو کم کریں۔ ان کو تو مخاطب کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ بجائے خود واجب الرحم ہیں۔ ہاں فضول باتوں کو نکال کر اگر کسی معقول اعتراض کا جواب عوام کو دھوکے سے بچانے کے لئے دیا جائے۔ تو نامناسب نہیں۔ اگر ہم ان کے مقابل پر سخت زبانی کا استعمال کریں۔ تو یہ تو اپنے مرتبہ کا بھی تنزل ہے۔ اگر کبھی کوئی سخت لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو وہ حق کی لازمی مرارت ہے۔ جو دوا کے طور پر ہے جس کی نظیر انجیل۔ اور نبیوں کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ ریس اور تقلید کرنا انبیا کا کام نہیں۔ نام تو وہی ہوتا ہے۔ جو آسمان پر رکھا جاتا ہے۔ کسی کے ظالم۔ کافر کہنے سے کیا بنتا ہے۔ زمینی ناموں کا آخر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور آسمانی نام ہی رہ جاتے ہیں۔ پس دنیا کے کیڑوں کے ناموں کی کیا پروا؟ اس نام کی قدر کرو۔ جو آسمان پر نیک لکھا جائے"!!

تبلیغی رپورٹیں

ایران میں تبلیغ احمدیت

ایک آنریری مبلغ کی مساعی جمیلہ

مرزا برکت علی صاحب آبادان سے ۲۴ - جنوری ۱۹۳۳ء کو لکھتے ہیں:-

میں آنکھ میں تکلیف اور اکثر بسلسلہ ملازمت دورہ پر رہنے کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ سے اگرچہ تبلیغی رپورٹ نہ بھیج سکا۔ لیکن تبلیغ سے غافل نہیں رہا۔ دورہ کے سلسلہ میں جہاں جہاں گیا۔ وہاں خوب تبلیغ کی جس کی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے:-

محمرہ میں آئینہ کمالات اسلام اور دعوت الامیر لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیں فرداً فرداً بھی تبلیغ کی گئی۔ یوم التبلیغ کے موقعہ پر بعض لوگوں کو مکان پر بلا کر تبلیغ کی۔ ایک شخص صداقت احمدیت کا قائل ہوا شیخ حبیب اللہ صاحب احمدی نے مبلغ دس روپے کی کتب برائے تقسیم دیں۔ جو مناسب لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ یہاں پر ایک بہائی مبلغ سے مناظرہ ہوا تھا جس میں اسے بہت ذک اٹھانی پڑی تھی۔ اب کوئی بہائی مقابلہ پر نہیں آتا۔

آبادان - یہاں بھی لوگوں کو مختلف کتب و اخبارات سلسلہ مطالعہ کے لئے دیئے گئے۔ "انبیاء کی آسمانی بادشاہت" اور "مسئلہ کشمیر" کے متعدد نسخے مفت تقسیم کئے گئے۔ مظلومین کشمیر کے لئے خاص طور پر چندہ جمع کر کے بھیجا گیا۔ لوگوں کو انفرادی طور پر بھی تبلیغ کی گئی۔ کئی لوگ سلسلہ کی صداقت مان چکے ہیں۔ مگر مخالفت سے ڈرتے ہوئے ابھی اعلان کی جرأت نہیں کرتے۔

دارخوئین - اس مقام پر میں قریباً دو ماہ ٹھیرا۔ کئی مجلسوں میں مسائل احمدیت پر وضاحت سے روشنی ڈالنے کا موقع ملا۔ لوگوں کے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ ایک مجمع میں ایک نوجوان نے "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" پیش کیا۔ اسے خیال تھا۔ کہ میں اس کا جواب نہ دے سکونگا۔ لیکن جب میں نے حقیقت بیان کی۔ تو اسے خاموش ہونا پڑا۔ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ یہاں ایک دعوت پر مجھے بلایا گیا۔ جس کے بعد میں نے مدعوین کو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ پیغام حق پہونچایا۔ ایک بہائی عورت اور اس کے خاوند کو بھی اس مذہب کے رازہائے سربستہ بتلائے گئے۔ سنکر حیران ہوئے۔ اور غور کرنے کا وعدہ کیا۔ ایک ڈاکٹر صاحب جو یہاں تبدیل ہو کر آئے تھے۔ قریباً پون گھنٹہ ان سے مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور اجرائے نبوت مان چکے ہیں۔ امید ہے۔ جلد بیعت کر لیں گے۔ یوم التبلیغ کو چونکہ تعطیل نہ تھی۔ اس لئے رات کے ایک بجے تک تبلیغ کر کے اس کی تلافی کر دی۔

کوت عبداللہ - یہاں بھی فرداً فرداً تبلیغ کے علاوہ کتب سلسلہ لوگوں کو مطالعہ کے لئے دی گئیں۔ ایک شب میں بیمار تھا کر ڈاکٹر آیا۔ اسے بستر علالت سے ہی کئی گھنٹہ تک تبلیغ کی گئی۔ وہ بھی سلسلہ کے قریب ہو گیا ہے۔

اہواز - رات کے وقت یہاں پہونچا۔ ٹورسٹ ہاؤس میں ٹھیرا۔ ایک ایرانی صاحب بھی وہاں مقیم تھے۔ انہوں نے احمدیت کے متعلق کئی سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جواب دیتا رہا۔ مفصل طور پر مسائل احمدیت سمجھائے۔ انہوں نے طہران میں دو احمدیوں کا پتہ دیا۔ جن کو خطوط لکھ رہا ہوں۔ اور تبلیغی کتب روانہ کر رہا ہوں۔

ملاثانی - یہاں سے بھی مظلومین کشمیر کے لئے چندہ جمع کر کے ارسال کیا گیا۔ اور لوگوں کو تبلیغ کرنے کے مواقعہ بھی ملتے رہے بعض لوگ وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ اس مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ غیر احمدیوں کی غیرت کو اپیل کرنا بہت مؤثر ہوتا ہے۔ ایک ایرانی نوجوان کو تحفہ امیر کابل پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ جسے اس نے بہت پسند کیا۔ اور اقرار کیا۔ کہ یہ تعلیم بہت اچھی ہے۔

ہفت کیل سٹیشن - یہ ایک کیمپ ہے۔ یہاں کے لوگوں کو متعہ اور زنار کی خرابیوں سے آگاہ کیا گیا۔ جنہیں معقول پسند لوگوں نے تسلیم کیا۔ مگر کہا۔ ہمیں مجتہدوں نے بتایا ہے۔ کہ یہ ثواب ہے۔ یہاں میرا میزبان ایک ارمنی ہے۔ انہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کی اصلیت سے آگاہ کیا۔

اس کے علاوہ احمدی دوستوں کو تبلیغ کرنے۔ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے مختلف اوقات میں بذریعہ خطوط توجہ دلائی گئی۔ اس عرصہ میں ایک شخص نیا احمدی ہوا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

دوسرا یوم التبلیغ

تمام غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کی جائے

۵- مارچ کو جو یوم التبلیغ مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو دعوت اسلام دینا ہے۔ یعنی یہ دن غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلا یوم التبلیغ غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ احباب اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ذرائع و طریقے تبلیغ کے ابھی سے مقرر کر کے اطلاع دیں کہ کون کون دوست کس کس طریقے سے اس دن تبلیغ کرینگے۔

اس قسم کی فہرستیں بنا کر بہت جلد مجھے بھجوا دیں۔ تاکہ یہ انتظام ہو سکے۔ کہ اس دن کوئی احمدی تبلیغ کرنے سے محروم نہ رہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

جلد درخواستیں بھیجئے

مصباح کا تبلیغی نمبر

۵- مارچ کو یوم التبلیغ ہے۔ اس لئے یکم مارچ کے مصباح میں ہندو کتب اور بائیبل - اور سکھ مذہب کی کتابوں سے آخری زمانے کے مصلح موعود کے متعلق پیشگوئیاں دکھائی گئی ہیں۔ جس سے صداقت اسلام و احمدیت کا ثبوت نمایاں ہے۔ ۱۳۰ پرچے ایک روپیہ میں ایک پرچہ کی قیمت ڈیڑھ آنہ۔ ایک روپیہ سے کم کے لئے ٹکٹ بھیجدیں۔ تو بہتر۔ اگر آپ قیمت کے ساتھ ہندو اور غیر مسلم ناموں کی فہرست بھیجدیں۔ تو ہم پرچے یہیں سے بھجوا دینگے۔ وقت کم ہے۔ بواپسی آرڈر بھجوائیں۔ قیمت خواہ بعد میں چندہ کے ساتھ یا معرفت محاسب بھجوائیں۔ مہتمم طبع و اشاعت - قادیان

موضع پدی میں مباحثہ

موضع پدی ضلع امرتسر میں ۲۵-۲۶ - فروری کو مباحثہ ہوگا گرد و نواح کے انصار اللہ مناظرہ کو کامیاب بنانے کے لئے وہاں ضرور پہونچ جائیں۔ مناظرہ امرتسر سے لاہور جانے والی سڑک - (شاہراہ اعظم) پر لاہوری مل کے تھانہ کے قریب سرائے والے باغ میں ہوگا۔ ریل پر تشریف لانے والے اصحاب جو لاہور کی طرف سے آئیں۔ اٹاری سٹیشن پر اتریں۔ اور امرتسر کی طرف سے آنے والے لوگ گوروستانی کے سٹیشن پر اتریں۔ لیکن موٹر پر زیادہ آسانی رہیگی۔ باہر سے آنیوالے اصحاب کے کھانے کا انتظام جماعت احمدیہ بھڈیار کے ذمہ ہوگا۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل 139

نمبر ۱۰۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

اچھوت ادہار بل کی حقیقت اچھوتوں کی نگاہ میں

گاندھی جی سے ڈاکٹر امبیدکر کی صاف صاف باتیں

دوبارہ فاقہ کشی کا اعلان

وہی گاندھی جی جو دوسری گول میز کانفرنس کے وقت لنڈن کے قیام کے دوران میں اچھوتوں کے حقوق کے متعلق کوئی بات سُننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ وزیر اعظم کے اس اعلان کے بعد جس میں اچھوتوں کے علیحدہ سیاسی حقوق تسلیم کر لئے گئے تھے۔ ہمہ تن اچھوتوں کے ہمدرد اور خیر خواہ بن کر نمودار ہوئے۔ اور ان کی خاطر فاقہ کشی کر کے جان دے دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ آخر جب اچھوتوں کے سب سے بڑے نمائندہ ڈاکٹر امبیدکر کے شریفانہ رویہ سے اُن کی جان بچ گئی۔ تو انہوں نے ایک طرف تو ڈاکٹر امبیدکر اور اُن کے رفقاء کے متعلق کھلے الفاظ میں یہ اعلان کیا۔ کہ "انہوں نے تمام مذاہب کی مسلّمہ نیکی پر عمل کرتے ہوئے عفو اور درگزر کا ثبوت پیش کیا ہے"۔ اور دوسری طرف یہ وعدہ کیا۔ کہ وہ اچھوت اقوام کی اس ذلت اور نکبت کو دُور کرنے میں جان تک قربان کر دیں گے جس کے ذمہ وار ہندو ہیں۔ آخر ہوا کا رُخ دیکھ کر انہوں نے اعلان کیا۔ کہ مالابار کے گورو ویور مندر کا دروازہ اگر یکم جنوری تک اچھوتوں پر نہ کھولا گیا اور انہیں اس مندر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی۔ تو وہ ۲ جنوری سے پھر فاقہ کشی شروع کر دیں گے۔

اچھوت اور مندروں میں داخلہ

اس اعلان سے گاندھی جی کی غرض اچھوت اقوام پر یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ وہ ان کی بہتری اور بھلائی کی خاطر جان قربان کر دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ لیکن ان کی توقع کے خلاف اچھوت اقوام نے اس اعلان کو کچھ بھی وقعت نہ دی۔ اور ڈاکٹر امبیدکر نے اسی وقت اچھوت اقوام کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے کہہ دیا:۔

"میں یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ گاندھی جی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مندروں میں داخلہ کے چھوٹے سے سوال پر اپنی زندگی خطرہ میں ڈالیں۔ مندر میں داخلہ کا سوال حقیقت میں دلت جاتیوں کی مجلسی اور اقتصادی بہبودی سے تعلق نہیں رکھتا۔ اگر مجلسی ترقی کے دیگر دروازے اچھوتوں پر کھول دیئے جائیں۔ تو وہ شاید مندروں میں داخلہ کے حق کو چھوڑ بھی دیں"۔

فاقہ کشی کا ارادہ ترک کر دیا۔

اگر گاندھی جی کے مدنظر فی الواقعہ اچھوت اقوام کی خیر خواہی۔ اور ان کی ترقی ہوتی۔ تو انہیں کسی ایک آدھ مندر میں داخلہ کے سوال کو چھوڑ کر ان کے لئے مجلسی ترقی کے دیگر دروازے کھلوانے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن انہوں نے خود بخود ہی یہ قرار دے کر کہ "دلت لوگوں کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ تمام منادر کے دروازے ہریجنوں کے لئے کھل نہیں جاتے"۔ گورو ویور مندر سے متعلق اپنی فاقہ کشی کی دھمکی پر اصرار کیا یہ صورت دیکھ کر اچھوت اقوام نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور ان کی دھمکی کے نتیجہ کا انتظار ہونے لگا۔ لیکن قبل اس کے کہ فاقہ کشی شروع کرنے کی مقررہ تاریخ آئے۔ گاندھی جی اس عذر کی بناء پر فاقہ کشی سے دست بردار ہو گئے۔ کہ مدراس کونسل اور اسمبلی میں اچھوتوں کے مندروں میں داخلہ کے حق کے متعلق بل پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

گاندھی جی اور ڈاکٹر امبیدکر کی ملاقات

یہ دیکھ کر اچھوت اقوام پر گاندھی جی کی ہمدردی اور خیر خواہی کی حقیقت بالکل واضح ہو گئی۔ اور جب اسمبلی میں پیش ہونے والے بل کی نوعیت بھی ان کے سامنے آگئی۔ تو انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ گاندھی جی اور ان کے ہمنوا ہندو اچھوت اقوام کے گلے میں اپنی غلامی کا پھندا ڈالے رکھنے۔ اور ان کے حقوق پر قبضہ جمائے رکھنے کے لئے بعض سطحی باتوں میں تغیر و تبدل کر دینا کافی سمجھ رہے ہیں۔ اور ان حقیقی امور کی طرف رُخ بھی نہیں کرنا چاہتے۔ جو اچھوتوں کی ترقی۔ اور اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں۔ اچھوتوں کی اس بے چینی۔ اور بے اطمینانی کو محسوس کر کے گاندھی جی نے ڈاکٹر امبیدکر سے درخواست کی۔ کہ وہ یرودا جیل میں ان کے ساتھ ملاقات کریں۔ ۶- فروری کو ڈاکٹر امبیدکر نے گاندھی جی کی خواہش پر ان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا ان پر جو اثر ہوا۔ اس کے متعلق ہندو اخبارات نے یہ بیان شائع کیا۔ کہ "ڈاکٹر صاحب کچھ ناراض اور مایوس نظر آتے ہیں"۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ "مہاتما گاندھی سے ان کے اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مہاتما جی سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اچھوتوں کو مندروں میں داخل کرانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ نہ ہی ان کا سوشل درجہ بلند ہو سکے گا۔ نہ ہی ان کی اقتصادی حالت اچھی ہو سکے گی۔ اچھوتوں کو تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ وہ مندروں میں گئے۔ یا نہ گئے۔ ایک ہی بات ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ ذات پات کی تفریق اڑا دی جائے۔ تاکہ اچھوتوں کی خود داری پر جو ذہنی چوٹ لگتی ہے۔ وہ ختم ہو۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی نے یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا ہے"۔ (ریتاپ ۹ فروری)

اچھوت ادہار بل بے فائدہ ہے۔

اس اجمال کی تفصیل ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے ایک بیان میں پیش کر دی ہے۔ جس میں اوّل تو مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے اس بل کی حقیقت کھول کر رکھدی ہے۔ جسے گاندھی جی۔ اور ان کے ہم خیال لوگ اچھوتوں کی ذلت و نکبت سے نجات پانے کا ذریعہ بتا رہے ہیں۔ اور جسے اچھوتوں پر عظیم الشان احسان قرار دیا جا رہا ہے۔ اور پُر زور دلائل کے ذریعہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ "اس بل سے اچھوتوں کے مندروں میں داخلہ کا دن کوئی نزدیک نہیں آجائے گا"۔ کیونکہ "اس میں مندروں میں چھوا چھوت کو گناہ آلود رسم قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ محض ایک مجلسی بُرائی خیال کیا گیا ہے۔ اس میں مندروں میں داخلہ کا انحصار اکثریت کی مرضی پر ہے۔ لیکن گناہ یا بد اخلاقی اس وجہ سے قابل برداشت نہیں ہو سکتی۔ کہ اکثریت اسے جاری رکھنا پسند کرتی ہے۔ اگر چھوا چھوت گناہ آلود۔ اور بد اخلاقی کی رسم ہے۔ تو پھر دلت جاتیوں کے نقطہ نگاہ سے بلا حیل و حجت اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ خواہ یہ بات اکثریت کو منظور ہو۔ یا نہ ہو"۔

اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر امبیدکر نے یہ بھی یاد دلایا ہے۔ کہ "ابھی چند ماہ ہوئے۔ مہاتما گاندھی اس بات کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ کہ اگر چھوا چھوت کی لعنت دُور نہ ہوگی۔ تو وہ بھوکا رہ کر مر جائیں گے .... میں واقعی یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ مہاتما گاندھی جو چھوا چھوت کو گناہ بتا رہے ہیں۔ اس بل سے کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں۔ دلت جاتیاں تو یقیناً اس سے مطمئن نہیں ہیں"۔

گویا جس بل کو گاندھی جی اچھوت اقوام کے لئے بے بہا نعمت

قرار دے رہے ہیں۔ جس کی خاطر انہوں نے سول نافرمانی کا مُوجب ہوتے ہُوئے۔ اور موجُودہ حکومت کو شیطانی حکومت سمجھتے ہُوئے اس سے نہ صرف تعاون کرنا۔ بلکہ اس سے التجا کرنا فروری سمجھا۔ وُہ اچھوت اقوام کے نزدیک بالکل بے فائدہ اور قطعاً غیر مفید ہے۔ اور اس کے پاس ہو جانے پر اپنی حالت میں تغیر پیدا ہونے کی ایک ذرہ بھر بھی انہیں توقع نہیں ہے۔ ایسی حالت میں گاندھی جی کا اس بل کو پاس کرانے پر زور دینا سوائے اس کے کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ کہ وُہ خواہ مخواہ اچھوتوں کے ہمدرد اور خیر خواہ بننا چاہتے ہیں ؂

اچھوت اقوام مندروں میں داخلہ کی خواہشمند نہیں

اس بل کی نوعیت ظاہر کرنے کے علاوہ ایک اور رنگ میں بھی ڈاکٹر امبیدکر نے اس کے متعلق بحث کی ہے۔ اور نہایت مؤثر پیرایہ میں بتایا ہے۔ کہ اچھوت اقوام ہرگز اسے کچھ بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ بل اچھا ہے۔ یا بُرا۔ کافی ہے۔ یا ناکافی۔ یہ ضمنی سوال ہے اہم سوال یہ ہے۔ کہ کیا دلت جاتیاں مندروں میں داخلہ چاہتی بھی ہیں۔ یا نہیں۔ اس اہم سوال پر دلت جاتیاں دو پہلوؤں سے غور کر رہی ہیں۔ ایک پہلو دُنیاوی ہے۔ دلت جاتیاں خیال کرتی ہیں کہ ان کی ترقی کا راز اعلےٰ تعلیم۔ اعلےٰ ملازمتوں اور روزی کمانے کے بہتر طریقوں میں ہے۔ اگر ایک بار ان کی مجلسی زندگی کا معیار اونچا ہو گیا۔ تو ان کی عزت ہونے لگے گی۔ اور جب ان کی عزت شروع ہو گئی۔ تو ان کی طرف قدامت پسندوں کے نقطہ نگاہ میں یقیناً تبدیلی آجائے گی۔ اگر یہ بات بھی نہ ہو۔ تو بھی اس سے ان کے دُنیاوی مفاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس خیال کی بناء پر دلت جاتیاں یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔ کہ مندروں میں داخلہ کی طرح کی کھوکھلی چیز پر وُہ اپنی طاقتوں کو خرچ نہیں کریں گی"

بات نہایت معقول ہے۔ اگر اس تشریح کے بعد بھی گاندھی جی۔ اور ان لوگوں کی جو اچھوتوں کے متعلق بل پاس کرانے میں کوشاں ہیں۔ آنکھیں نہ کھُلیں۔ اور وُہ یہ سمجھتے رہیں۔ کہ اس قسم کے بل کے ذریعہ وُہ اچھُوتوں کو ممنُونِ احسان بنانے اور اپنے آپ کو ان کے خیر خواہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو سکینگے۔ تو ان کی مرضی۔ ورنہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہنے کی اب کوئی وجہ باقی نہیں رہ گئی ؂

مندروں کا کھولنا۔ یا نہ کھولنا ہندوؤں کی مرضی پر ہے

ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے مطلب کے اظہار کے لئے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ایک اور پہلو سے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ایک اور وجہ سے بھی دلت جاتیاں اس سوال پر لڑنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتیں۔ وُہ وجہ خود داری ہے۔ بہت عرصہ نہیں ہوا۔ کہ ہندوستان میں یورپین اپنی کلبوں اور دیگر جلسہ گاہوں کے دروازہ پر یہ بورڈ لگا دیا کرتے تھے۔ کہ "کتوں اور ہندوستانیوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں"۔ ہندوؤں کے مندروں پر بھی آج کل ایسے ہی بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ مندروں کے دروازوں پر جو بورڈ لگے ہُوئے ہیں۔ ان پر یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ "تمام ہندُوؤں اور کُتوں سمیت تمام جانوروں کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ صرف اچھوت اندر نہیں آسکتے"۔ دونوں حالتوں میں بات ایک ہی ہے۔ مگر ہندُوؤں نے کبھی ان مقامات میں داخلہ کے لئے درخواست نہیں کی۔ جہاں سے یورپینوں نے اپنے ہنکار سے انہیں دُور کر رکھا تھا۔ تو پھر ایک اچھوت اس جگہ میں داخل ہونے کے لئے کیوں گڑگڑائے۔ جہاں سے ہندُوؤں نے اپنے ہنکار کی وجہ سے اس کا داخلہ ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ یہ ہیں اس اچھوت کے دلائل جسے اپنی دُنیاوی ترقی میں دلچسپی ہے۔ وُہ ہندُوؤں سے یہ کہنے کو تیار ہے۔ کہ مندروں کو کھولنے یا نہ کھولنے کا سوال آپ کے غور کے لئے ہے۔ اور مجھے اس کے متعلق ایجی ٹیشن کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ انسانیت کی تقدیس کا احترام نہ کرنا بداطواری ہے۔ تو اپنے مندر اچھوتوں پر کھول دو اور شریف آدمی بن جاؤ۔ لیکن اگر آپ شریف انسان بننے کی نسبت ہندُو بننے کی زیادہ پروا کرتے ہیں۔ تو پھر مندروں کے دروازے بند رکھو۔ میں ان میں آنا نہیں چاہتا" (پرتاپ ۱۶ر فروری)

ڈاکٹر امبیدکر کے مطالبہ کی معقولیّت

ڈاکٹر امبیدکر کے اس بیان میں کس قدر زور ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں کھلبلی مچ گئی ہے جو اچھوتوں کے داخلہ کے بل کو ان کی نجات کا بہترین ذریعہ قرار دے رہے ہے۔ اور یہ ظاہر کر رہے تھے۔ کہ اگر بل پاس ہو گیا۔ تو اچھوت اقوام کے گلے میں اپنے احسان کا اتنا بھاری بوجھ ڈال سکیں گے۔ کہ وُہ تاقیامت اپنی گردن اونچی نہ کر سکینگی۔ وُہ گاندھی جی کے اس جواب کو جو انہوں نے ڈاکٹر امبیدکر کے مطالبہ کا دیا۔ نادرست اور اچھوتوں کے لئے تشویشناک قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" لکھتا ہے:

"مہاتما گاندھی موجودہ ذات پات کو برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ میں نہیں۔ کیونکہ میرا وشواس ہے۔ کہ ہندُو سماج میں اونچ نیچ کی جو تمیز اس وقت پائی جاتی ہے۔ اس میں موجودہ ذات پات کو بھی دخل ہے۔ جب تک ان ناواجب پابندیوں کو دُور نہ کیا جائے۔ جو موجودہ طریق بعض ہندُوؤں پر عائد کرتا ہے۔ تب تک چھوا چھوت کی مکمل بیخ کنی نہیں ہو سکتی"

ایک اور اخبار "ریفارمر" (۱۲ر فروری) لکھتا ہے:۔

"مندر پرویش بل کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔ زیادہ دھیان اچھوتوں کی اقتصادی اور تعلیمی حالت کی طرف دیا جائے۔ اگر یہ بہتر ہو گئی۔ تو ان کا درجہ خود بخود بلند ہو جائے گا۔ اور وُہ نام نہاد اعلیٰ ذات کے ہندُوؤں کے مساوی حقوق خود بخود ہی حاصل کر سکیں گے"

لیکن گاندھی جی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ اور باوجود ڈاکٹر امبیدکر کے تفصیلی طور پر سمجھانے کے نہیں آتی۔ آئے بھی کیونکر۔ جب کہ ان کی غرض اچھوتوں کا درجہ بلند کرنا نہیں۔ بلکہ ہمدردی کے پردہ میں ان کے غلامی کے پھندہ کو اور مضبُوط کرنا ہے ؂

ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے اعلان میں چند ایک اور بھی بہت اہم باتیں بیان کی ہیں۔ لیکن مضمُون پہلے ہی طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کا نیز ان کے متعلق گاندھی جی کے جواب کا ذکر انشاء اللہ آئندہ کیا جائے گا ؂

تبلیغ احمدیت کے متعلق "زمیندار" کی غلط بیانی

خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر میدان میں جماعت احمدیہ کو جو کامیابی ہو رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں جہاں سعید الفطرت۔ اور شریف الطبع انسان تحقیق حق کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ وہاں ضد اور تعصب کی آگ میں جلنے والے دماغی توازن کو خیر باد کہہ کر عجیب و غریب تخیلات میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ "زمیندار" (۱۴ر فروری) لکھتا ہے:۔

"شاید آپ کو معلوم نہ ہو۔ کہ قادیانی اپنی تبلیغ کو کس طرح پھیلا رہے ہیں۔ یعنی دیہاتوں میں مسجدوں کے امام بلا کسی معاوضہ کے ہو کر رہتے ہیں۔ اور خفیہ تبلیغ کرتے ہیں۔ کہیں مؤذن ہو کر رہتے ہیں کہیں تعلیم مفت کا لالچ دے کر تبلیغ قادیانی انجام دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے اخباروں کو روپیہ دے کر اپنے متعلق کچھ خلاف نہ لکھنے پر مجبور کراتے ہیں۔ کہیں اخبار کے دفتروں میں خفیہ طور پر حالات کا مطالعہ کرتے اور قادیانی مرکز کو خفیہ اطلاعیں دیتے رہتے ہیں۔ کہیں مسلمانوں کی اسلامی انجمن میں مسلمانی کا جامہ پہنکر داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اصل مقصد اپنے مرکز کی خاطر جاسُوس بنکر کام کرتے ہیں۔ اور اطلاعیں دیتے رہتے ہیں۔ یعنی امکانی ہنر اور کوشش سے اپنے دجل کو طاقتور کرنے کی کوشش کرتے ہیں"

دراصل "زمیندار" وغیرہ کی انتہائی مخالفت کے باوجود جو احمدیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ احمدیت روز افزوں ترقی کرتی جارہی ہے اس لئے یہ سر و پا اتہام لگائے گئے ہیں۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی احمدی تبلیغ احمدیت کے لئے ایسا طریق اختیار [illegible] جو تعلیم اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح ارشادات کے خلاف ہو کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ خلافِ شریعت یا خلافِ احمدیت طریق عمل اختیار کر کے دوسروں کو تو سلسلۂ احمدیہ میں داخل کرے۔ لیکن اپنی عاقبت خراب کرلے ؂

دیانند جی کی تصانیف میں اصلاح کی ضرورت

یوں تو پنڈت دیانند جی کو آریہ صاحبان ہندُو دھرم کا مصلح اعظم قرار دیتے ہیں۔ لیکن انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کی اصلاح کے حقدار اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دیانند جی کی سب سے اہم کتاب

اسلام پر اعتراضات کے جواب

قرآن کریم پر "ستیارتھ پرکاش" کے اعتراضات کی حقیقت

تعلیم اسلام پر بانیٔ آریہ سماج کے بودے اعتراضات

ستیارتھ پرکاش پنڈت دیانند جی کی وہ کتاب ہے۔ جس پر آریہ سماجی اپنے عقائد کی بنیاد رکھتے۔ اور اس کتاب کو دیگر مذاہب کی الہامی کتب کے مساوی درجہ دیتے ہیں۔ گو اس کے بہت سے احکام کو پس پشت ڈالکر کھلم کھلا ان کی خلاف ورزی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس کتاب میں ایک باب قرآن کریم پر اعتراضات کا بھی رکھا گیا ہے۔ اور آریوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ ان کے اکثر اعتراضات کا منبع یہی باب ہے۔ لیکن درحقیقت اس کا ایک ایک لفظ اسلامی تعلیم سے ناواقفیت اور بے جا تعصب کا مظہر ہے ذیل کے مضمون میں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا رقم فرمودہ ہے۔ ایک دو اعتراضات کی مثالیں پیش کرکے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا گیا ہے۔ احباب اس مضمون میں بیان کردہ امور کو آریہ صاحبان کے سامنے پیش کرکے بتائیں۔ کہ جس کتاب کو وہ اتنی اہمیت دیتے ہیں۔ اس میں اسلام کے خلاف کسقدر رکیک اور بے سروپا باتیں پیش کی گئی ہیں (ایڈیٹر)

پنڈت دیانند صاحب بانیٔ آریہ سماج نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں مسیحیت اور اسلام پر بہت سے اعتراض کئے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ جو اعتراضات سوامی صاحب نے اپنی لاعلمی سے اسلام پر کئے ہیں۔ اس مضمون میں ان کا جواب دیا جائے۔ اور اسلامی تعلیم کو اصل رنگ میں پیش کرکے دکھایا جائے۔ کہ کیا اس پر کسی قسم کے اعتراض پڑتے ہیں۔ یا پنڈت صاحب نے محض تعصب سے اپنے دماغ سے اس قسم کے اعتراض پیدا کئے ہیں ؛

اعتراضِ اوّل

پنڈت صاحب کا سب سے پہلا اعتراض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر ہے۔ اپنے آپ کو محقق قرار دیکر اس پر یوں اعتراض کئے ہیں

محقق۔ مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا شخص ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوا ہوتا۔ تو "شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا۔ بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا ؛

یہ اعتراض کرنے سے پنڈت صاحب کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس میں مخاطب خدا ہے۔ اس لئے یہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ بلکہ انسان کا ہے۔ کیونکہ اگر خدا نازل کرنے والا ہوتا تو قرآن شریف ایسی طرز سے شروع ہوتا۔ جس میں یوں معلوم ہوتا۔ کہ اللہ تعالےٰ بول رہا ہے۔ لیکن اس آیت سے الٹا یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بندہ بول رہا ہے۔ اور خدا مخاطب ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ کلام انسانی ہے ؛

جوابِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ اور سورہ فاتحہ ایک دعا ہے۔ جو انسان کو اللہ تعالےٰ نے سکھائی ہے۔ تا وہ اسے خدا تعالےٰ کے سامنے پڑھ کر اپنا حال عرض کرے۔ چنانچہ عربی کے قاعدہ کے لحاظ سے بسم اللہ میں جو با آتی ہے۔ اس کا ایک متعلق مقدر ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جملہ میں با کا متعلق ضرور آتا ہے۔ جو کہ فعل ہوتا ہے یا معنی فعل یا شبہ فعل۔ پس اس قاعدہ کے ماتحت بسم اللہ کا مقدر متعلق جب ہم لگاتے ہیں۔ تو فقرہ یوں بن جاتا ہے۔ اقراء بسم اللہ یعنی میں اللہ تعالےٰ کا نام لے کر یہ دعا یا قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ دوسرے ایک حدیث میں ہے۔ کہ کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ فھو اقطع و ابتر جو کام اللہ کا نام لے کر شروع نہیں کیا جاتا۔ وہ کبھی کامیاب اور سرسبز نہیں ہوتا۔ پس اس قرینہ سے اقراء کے ابتدا کی تقدیر نکلے گی۔ اور اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ میں اللہ تعالےٰ کے نام سے استعانت طلب کرتا ہوں۔ اور اس کلام کو پڑھنا شروع کرتا ہوں۔ یا اس کام کو کرتا ہوں۔ پس سورہ فاتحہ ایک دعا ہے۔ جو انسان کو سکھائی گئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دعا خدا کی طرف سے نہیں ہوتی۔ بلکہ بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر پنڈت صاحب کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس دعا میں اللہ تعالےٰ سائل ہوتا۔ اور بندہ مسئول۔ تب قرآن شریف خدا تعالےٰ کا کلام ثابت ہوتا۔ تو آریہ سماج کو بہت جلد یہ اعتراض ستیارتھ پرکاش سے مٹا کر اہل عقل و دانش کی ہنسی سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمیشہ دعا بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ جو شخص سوال کرتا ہے۔ وہ محتاج ہوتا ہے۔ اور جس سے کیا جاتا ہے۔ وہ محتاج الیہ یعنی اس کے حضور میں دوسرے لوگ محتاج ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ جس کے حضور میں کمی نہیں۔ اور زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ کا مالک ہے کسی کا محتاج نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر وہ محتاج ہو۔ تو اس لفظ اللہ کا اسم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ کے معنی ہیں ہر ایک خوبی سے متصف اور ہر ایک عیب سے مبرا۔ اور کسی کا محتاج ہونا تو بڑا عیب ہے جو اللہ تعالےٰ میں نہیں پایا جاسکتا۔ پس میں نہیں سمجھتا۔ کہ پنڈت صاحب کو اس اعتراض کرنے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوا کیونکہ جب سورہ فاتحہ ایک دعا ہے۔ جو کہ اللہ تعالےٰ نے بندوں کو سکھائی ہے۔ تو ضرور تھا۔ کہ وہ ایسے الفاظ میں ہوتی جس سے ظاہر ہوتا کہ بندہ عرض کرتا ہے۔ اور مالک سن رہا ہے۔ اس کی مثالیں دنیوی گورنمنٹ کے قواعد میں بھی کثرت سے مل سکتی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ انگریزی نے بھی مختلف عرائض کے لئے خود الفاظ بنا کر دیئے ہیں۔ اور لازمی ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک سائل جب کوئی درخواست کسی خاص محکمہ میں دے۔ تو وہی الفاظ استعمال کرے۔ جو کہ گورنمنٹ نے اس عرضی کے لئے خود مقرر کئے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو دفاتر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ یا جنہیں کبھی کسی مقدمہ میں حاضر ہونا پڑا ہو۔ اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ وکلا کے لئے بھی ہائی کورٹوں نے خاص الفاظ مقرر کئے ہوئے ہیں۔ کہ جو انہیں عدالت کے سامنے تقریر کرنے سے پہلے کہنے پڑتے ہیں اسی طرح مختلف سوسائیٹیوں میں داخلہ کے لئے خاص فارم پُر کرنے پڑتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان سمجھ نہیں سکتا۔ کہ کن الفاظ میں اپنا مافی الضمیر ادا کرے اور نہ وہ یہ جان سکتا ہے۔ کہ کونسے الفاظ ضرر اور نقص سے پاک ہیں۔ اس لئے دنیوی گورنمنٹیں بھی احتیاطاً خود درخواست کے الفاظ مقرر کر دیتی ہیں۔ اور سائل کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ ان الفاظ کو استعمال کرے۔ تاکہ بہت حد تک نقصوں سے محفوظ رہے۔

اسلام کی ایک بہت بڑی خصوصیت

اسی فائدہ کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالےٰ نے بھی ابتدائے قرآن میں سورہ فاتحہ نہایت ہی پاک اور بے عیب الفاظ میں انسان کو سکھائی ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے اپنے ہر قسم کے مطالب کو اللہ تعالےٰ سے طلب کرے۔ پس اس پر اعتراض کرنا تعصب نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس دعا کی وجہ سے مسلمان ہر ایک مذہب پر غالب ہیں۔ اور کوئی مذہب نہیں۔ جو اپنے پیرؤں کو ایسی پاک اور جامع دعا سکھاتا ہو۔ جس میں مختصر الفاظ میں اللہ تعالےٰ کی کل صفات کا بیان بھی ہو۔

خالق اور انسان کے تعلقات بھی بیان کئے گئے ہوں۔ پھر مسلمانوں کے آپس کے تعلقات بھی مذکور ہوں۔ اور پھر ایک جامع و مانع دعا بھی ہو۔ یہ ایک اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس میں اپنے پیروؤں کو اس کامل دعا کا ہتھیار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ دعا کے ماتحت ہی نتائج نکلتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی طرح کوئی قوم خدا تعالےٰ سے نیک ثمرات کی امیدوار نہیں ہو سکتی ؛

وید پر اعتراض

یہاں تک یہ ثابت کرنے کے بعد کہ چونکہ انسان دعا میں اپنے الفاظ میں پوری طرح محتاط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سورۂ فاتحہ ایک کامل دعا سکھائی ہے۔ اور یہ کہ اس کی مثال دنیوی گورنمنٹوں کے انتظام میں بھی ملتی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ پنڈت صاحب نے جو اعتراض قرآن پر کیا ہے۔ وہی وید پر الٹ کر پڑتا ہے۔ اور قرآن شریف میں تو صرف ایک قلیل حصہ ہے۔ جو بطور حکایت از انسان بیان کیا گیا ہے۔ لیکن وید سارے کا سارا اس الزام کے نیچے ہے۔ اور چونکہ پنڈت صاحب اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ جس کلام کا کوئی حصہ انسان سے حکایتاً بیان ہو۔ وہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انسانی کلام ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے پیروؤں کو لازماً اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ وید خدا کا کلام نہیں ہے۔ چنانچہ رگوید جو سب ویدوں میں معتبر مانا گیا ہے۔ اس کا اکثر حصہ دیکھنے پر میں نے ایک بھی منتر ایسا نہیں پایا۔ جس میں خدا متکلم ہو۔ اور بندہ مخاطب ہو۔ بلکہ ہر جگہ بندہ بولتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مخاطب ہوتا ہے پس بقول پنڈت دیانند صاحب وید خدا کا کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر خدا کا کلام ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ بولنے والا ہوتا ؛

مثال کے طور پر ہم رگوید کے چند منتر ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جس سے ناظرین پر کھل جائے گا۔ کہ پنڈت صاحب قرآن شریف پر اعتراض کرتے وقت کسقدر حق گوئی پر مائل تھے۔ چنانچہ رگوید اشٹک اول پہلا ادھیائے سکت اول کا منتر اس طرح شروع ہوتا ہے۔ (۱) میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا ہے۔ اور بڑا ثروت والا ہے۔ ثنا کرتا ہوں"

اب ہر عقلمند غور کر سکتا ہے۔ کہ جیسے قرآن شریف کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے۔ اسی طرح وید کا شروع بھی اس رنگ میں کیا گیا ہے۔ کہ بندہ بول رہا ہے۔ اور خدا مخاطب ہے۔ پس جو انسان اس وید کے شروع میں اس منتر کو پڑھ کر پھر بھی اسے خدا کا کلام مانتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ویدوں کی بڑائی کے گن گاتا رہا ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے۔ کہ جب قرآن شریف کی طرف آتا ہے، تو یہ بات اسے تعجب میں ڈال دیتی ہے اور بے اختیار چلا اٹھتا ہے۔ کہ ایسا کلام خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کاش وہ غور کرتا۔ اگر قرآن شریف ایسی چند آیتوں کی وجہ سے جو حکایتاً انسان سے بیان کی گئی ہیں۔ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ تو وید جو سارے کا سارا اسی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ خدا کا کلام کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک صورت ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وید کے کل منتروں کو خدا کا کلام تو مانا جائے۔ لیکن یہ بھی یقین کیا جائے۔ کہ ویدک عقیدہ کی رو سے دو خدا ہیں۔ اور وید میں ایک خدا دوسرے خدا سے جو اس سے بڑا درجہ رکھتا ہے ہم کلام ہے۔ لیکن آریہ صاحبان سے امید نہیں۔ کہ اس تجویز سے بھی متفق ہو سکیں۔

ویدک دعائیں

یہ تو ابتدا کا حال ہے۔ لیکن رگوید کو کہیں سے کھول کر دیکھ لو۔ ہر جگہ بندہ خدا سے دعا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ جس سے یقین ہوتا ہے۔ کہ وید ہرگز خدا کا کلام نہیں۔ بلکہ وقتاً فوقتاً ہندوؤں کے بزرگوں نے جو دعائیں کی ہیں۔ ان کا مجموعہ ہے۔ ہم مختلف جگہوں سے چند اور مثالیں درج کر کے دکھاتے ہیں۔ کہ رگوید میں ایک بھی منتر نہیں۔ جس میں خدا متکلم ہو۔ اور بندہ مخاطب۔ چنانچہ انو کا ۲ سکت ۲ کا پہلا منتر یوں ہے

"میں اندر کے وہ بہادرانہ کام جو اس نے یعنی بیگراج نے پہلے زمانہ میں کئے ہیں۔ بیان کرتا ہوں۔ اس نے بادل کو چیرا۔ اس نے مینہ برسایا۔ اس نے ان ندیوں کے واسطے جو پہاڑ سے آتی ہیں راستہ بنایا"

پھر انو کا ۱۲ سکت ۱ میں یوں لکھا ہے۔ "استھر اور بھولے دیوتا۔ اے اگنی تیرے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے تیرے پیچھے ہو لئے جبکہ تو نے اپنے دھن کو پانی ہی کے نشیب میں اس طرح چھپا دیا۔ جیسے مویشی کا چور اپنے تمن چھپاتا ہے۔ ان کو تیری اس لئے تلاش تھی۔ کہ تجھ سے وہ بھوگ کا دعویٰ کرتے تھے اور چاہتے تھے۔ کہ تو دیوتاؤں تک اس بھوگ کو پہنچائے۔ تمام دیوتا جو پوجا کے مستحق ہیں۔ تیرے پاس بیٹھ گئے"

انو کا ۱۴ سکت ۱ میں یوں لکھا ہے۔ "یگ میں جلدی جا کر آؤ۔ ہم اگنی کی ثنا میں منتر پڑھیں۔ جو ہماری دور سے سنتا ہے"

اسی طرح ساتواں ادھیائے انو کا ۱۵ سکت ۲ میں ہے "تیری جو بڑا بلوان ہے۔ بڑی اور نعمتمند روشنی آسمان میں پھیل جاتی ہے اے اگنی ہم نے تجھے دوشن کیا ہے ہمیں اپنی بے عیب اور رکشا کرنیوالی کلاؤں سے بچا"۔ میں نے یہ چند منتر مختلف جگہوں سے اس لئے نقل کر دیئے ہیں۔ کہ تا حق کے متلاشیوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ رگوید سارے کا سارا اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور کہ پنڈت دیانند جی کو بقول مسیح علیہ السلام اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آیا۔ اور دوسرے کی آنکھ کے خواہ مخواہ تنکے نکالنے کی فکر میں پڑ گئے۔

قرآن کی ابتداء

پس قرآن شریف ضرور تھا۔ کہ بسم اللہ سے شروع ہوتا۔ اس کے بعد ہم یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ ضرور تھا۔ کہ قرآن شریف اسی آیت سے شروع ہوتا۔ اور اس آیت سے شروع ہونا قرآن شریف کے لئے کوئی عیب کی بات نہیں۔ بلکہ اس کی سچائی کا ثبوت ہے۔ جب کوئی کام بھی انسان شروع کرتا ہے۔ تو دو قسم کے اغراض اس کے مدنظر ہوتے ہیں۔ نیک یا بد۔ بعض لوگ بدنیتی سے کام شروع کرتے ہیں۔ اور بعض نیک نیتی سے اسی طرح بعض اپنی ذاتی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے نفس پر یا دوسرے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور خدا کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن غور کر کے دیکھا جائے۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس کلام میں برکت ہو سکتی ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے برکت ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے۔ کہ ایک آدمی خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے ہاتھوں سے کام کرے۔ اسی کے دیئے پیروں سے چلے۔ اسی کی عطا کردہ آنکھوں سے دیکھے۔ دماغ سے غور کرے۔ اور پھر اپنے نفس پر بھروسہ کرے۔ بعض دفعہ یوں بھی ہو جاتا ہے۔ کہ انسان اول تو نیک نیتی سے کام شروع کرتا ہے۔ بعد میں نیت بدل جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ہم کو سکھایا۔ کہ قرآن شریف پڑھنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنی چاہیئے۔ اور ہر ایک سورت کے شروع میں یہ آیت نازل فرما کر انسان پر یہ لازم کر دیا۔ کہ ابتداء اسی آیت سے ہو۔ پھر حدیث کے ذریعہ ہر ایک بڑے کام سے پہلے اس کا پڑھنا سنت ہوا۔

بسم اللہ کے معنے

اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں یہ کام اپنے نفس کے لئے نہیں کرتا۔ اور کوئی گندی اور ناپاک ناجائز خواہشات کو دل میں چھپائے ہوئے شروع نہیں کرتا۔ بلکہ میں اللہ تعالےٰ کا نام لے کر اور اسی پر بھروسہ کر کے اور اسی سے اعانت کی مدد مانگتے ہوئے کہ وہ مجھے ہر ایک قسم کی بدنیتیوں اور شرارتوں سے بچائے شروع کرتا ہوں۔ اب بتاؤ۔ کہ کیا یہ پاک الفاظ اس قسم کے ہیں جن پر اعتراض ہو سکے۔ ان مختصر سے الفاظ میں کیسے معارف بھر دیئے گئے ہیں۔ کہ کوئی کتاب ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی وید کا ابتدا ابھی میں اوپر درج کر چکا ہوں۔ کہ آگ کی تعریف سے شروع ہوتا ہے۔ توراۃ اور انجیل کی ابتدا بھی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ پھر قرآن شریف کی ابتداء کو بھی دیکھو۔ کہ کسطرح ہوا ہے۔ اور پھر غور کرو کہ کیا یہ خدا کا کلام ہے۔ یا وہ۔ ان تین چار الفاظ میں کسطرح [illegible] انسان کو نیت صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر خالص خدا پر بھروسہ کا حکم ہے۔ پھر یہ ہدایت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے ہر ایک کام کے شروع میں مدد اور استعانت طلب کرنی چاہیئے۔ تا کہ انسان راہ سے گمراہ نہ ہو جائے۔ اور جادۂ اعتدال سے اس کا پاؤں دوسری طرف نہ پھر جائے کیا اس کلام کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو پھر اور کون کلام خدا کا ہو سکتا ہے ؟

دوسرا اعتراض

پھر اسی آیت پر پنڈت صاحب دوسرا اعتراض یوں کرتے ہیں کہ اگر اس آیت کے یہ معنی مان لئے جائیں۔ کہ انسان کو حکم ہے۔ کہ تو ہر

ایک کام کی ابتدا میں یہ آیت پڑھا کرو۔ تو پھر گناہوں کا ابتدا بھی اسی آیت سے لازم ہوگا۔ چنانچہ اسی وجہ سے مسلمان گائے وغیرہ کے ذبح کے وقت یہ الفاظ کہتے ہیں

جواب اول

اللہ تعالےٰ نے اس جگہ قطعاً یہ بیان نہیں فرمایا۔ کہ ہر ایک کام کی ابتداء کے وقت یہ آیت استعمال کی جائے۔ بلکہ یہاں تو سورۂ فاتحہ کی ابتدا میں فرمائی ہے ؁

جواب دوم

جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں یہ آیت تو ابتدا قرآن میں اس لئے رکھی گئی ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ سے دعا کرے کہ الہٰی تو مجھے ہر ایک بدی سے محفوظ رکھ۔ اور گناہ سے بچا۔ اور میں سب قسم کی بدکاریوں میں پڑنے سے بچنے کے لئے تیرے نام سے برکت طلب کرتا۔ اور تیری استعانت کا خواہاں ہونا مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر یہ آیت گناہ کی ابتداء میں کس طرح پڑھی جاسکتی ہے ؁

جواب سوم

اگر اللہ تعالےٰ نے اسلام میں بدیوں کو اور گناہوں کو جائز قرار دیا ہوتا۔ تب تو یہ اعتراض پڑتا۔ لیکن جب اسلام کا خدا ہر ایک مسلمان کو قطعی حکم دیتا ہے۔ کہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعنے اے انسان اللہ تعالےٰ عدل اور احسان اور قریبیوں سے سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے۔ اور ایسی باتوں سے جو فحش ہوں جو لوگوں کیلئے ایذا رساں ہوں۔ جن سے حکام یا ماتحتوں کے حقوق تلف ہوتے ہوں۔ منع کرتا ہے۔ تو باوجود ایسے صریح حکم کے جو شخص بدیوں میں مبتلا ہے۔ وہ مسلمان کب رہ سکتا ہے۔ اور اسلام پر کیا الزام؟

تیسرا اعتراض

ایک اور اعتراض پنڈت جی نے یہ کیا ہے۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ داخل ہو بیچ اسلام کے (بقرہ آیت ۲۰۴)

محقق۔ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے۔ تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے۔ سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہے۔ نہ اس میں کہا ہوا خدا ہوسکتا ہے۔ (۲۶۷)

جواب

اول تو پنڈت صاحب نے آیت کا ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ آیت تو یہ ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے۔ تمام کے تمام کامل فرمانبرداری اور سلامتی کے طریقوں کو اختیار کرو۔ ورنہ جبکہ وہ پہلے ہی مسلمان تھے۔ تو اس کے کیا معنی ہوئے کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ظاہری ایمان کے بعد حقیقی اخلاص اور نیکی کی تعلیم دی گئی ہے۔ دوسرے اگر بفرض محال پنڈت صاحب کے اعتراض کو پرکھنے کے لئے اس ترجمہ کو صحیح بھی قرار دیدیا جائے۔ تب بھی اعتراض فضول اور خلاف عقل ہے۔ کیونکہ جب خود پنڈت دیانند صاحب کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ کہ آریہ مذہب میں داخل ہو کر ہی نجات مل سکتی ہے۔ اور بغیر ویدوں کے ماننے کے انسان بخود نہیں ہو سکتا ہے۔ کیا ان کے اعتقاد پر یہ اعتراض نہ وارد ہوگا کہ کیا خدا صرف ویدوں کے ماننے سے خوش ہوتا ہے۔ کیا وہ آریوں کا طرفدار ہے۔ اور پھر ہر ایک سچائی پر اعتراض ہوگا۔ کہ کیا خدا اس سچائی کا طرفدار ہے۔ جب اسلام کا دعوےٰ ہے۔ کہ کل سچائیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ تو کیا یہ کہا جائے۔ کہ اسلام کے باہر جو عقائد گندہ ہیں ان پر بھی اللہ تعالےٰ خوش ہوتا ہے۔ اور ان میں ملوث انسان کو نجات عطا کرتا ہے۔ جب آریوں کا ویدوں کی نسبت یہی عقیدہ ہے۔ تو پنڈت صاحب کو اسلام پر اعتراض کرنے کی کیا سوجھی۔ سچ ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین است۔ مقتضائے طبیعتش این است

چوتھا اعتراض

جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اسی کے لئے ہے (سورۂ بقرہ آیت ۲۵)

محقق۔ جو آسمان اور زمین پر چیزیں ہیں وہ سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں۔ کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں (۲۶۷)

جواب

جس آیت پر پنڈت صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ وہ یہ ہے لہ ما فی السموات والارض یعنے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور یہی اعتقاد زبانی طور سے آریوں کا بھی ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی انسان جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ کہے۔ کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہیں۔ بلکہ کسی اور کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک سچائی کا بیان کیا ہے۔ تو اس پر پنڈت صاحب کو کیا اعتراض ہے۔ یہ زیادتی انہوں نے کہاں سے نکالی۔ کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ اسے خدا خود استعمال کرتا ہے۔ اور بندوں کی طرح ان اشیا کا محتاج ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر تو نہیں کیا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ اشیا کس لئے پیدا کی ہیں بلکہ یہ لکھا گیا ہے۔ کہ یہ سب اشیاء کس کی ملکیت میں ہیں۔ اور ان اشیا پر خدا تعالےٰ کی ملکیت کا انکار خود آریہ صاحبان بھی نہیں کرتے پھر یہ اعتراض نہ معلوم کیا سوچکر کیا گیا ہے۔ شاید کہدیا جائے۔ کہ یہ پریس کی غلطی تھی۔ پنڈت صاحب نے یہ اعتراض نہیں کیا تھا۔ بلکہ بعض چالاک لوگوں نے اپنی طرف سے ملا دیا لیکن بات تب درست ہوگی۔ کہ جب آریہ پرتی ندھی سبھا اس اعتراض اور اسی طرح دیگر کل اس قسم کے اعتراضات کے اخراج کا ریزولیوشن پاس کرے اور آئندہ ایڈیشن میں ستیارتھ پرکاش میں وہ درج نہ کئے جائیں ؁

پانچواں اعتراض

اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ اوپر اللہ کے اور اس کے رسولوں کے (سورۂ آل عمران ۱۷۷)

محقق۔ جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے۔ اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ تو پیغمبر صاحب کو کیوں خدا کے ساتھ ایمان میں شریک کیا ہے۔ اللہ نے پیغمبروں پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اسی لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے۔ کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کرسکتا۔ تو ضرور خالی از قدرت ہوا (۹۶۲)

جواب

اس اعتراض میں پنڈت صاحب نے دو ایجادیں کی ہیں۔ اور دونوں عجیب ہیں اول تو یہ کہ خدا کے سوائے کسی اور پر ایمان لانا بڑا گناہ ہے۔ اور شرک ہے لیکن آپکو یہ سمجھ نہیں آئی۔ کہ ایمان کہتے ہیں ماننے کو کیا پنڈت دیانند صاحب کے پیرو بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے سوائے کسی اور چیز کو نہیں مانتے۔ اگر ایسا ہے۔ تو خود آریہ سماج ہی کا ماننا اور یہ کہنا کہ آریہ سماج کوئی چیز ہے۔ شرک ہو جائیگا۔ کیونکہ وجود میں خدا اور آریہ سماج برابر ہو جائیں گے۔ اور اگر خدا کے سوا کسی اور کی فرمانبرداری شرک ہے۔ یا کسی کی بات ماننی شرک ہے تو والدین کی فرمانبرداری اور گورنمنٹ کی اطاعت اور خود پنڈت دیانند کی اتباع اور ویدوں کا اقرار سب شرک ہوگا۔ اور کوئی کام نہ رہیگا جس میں شرک نہ ہو کھاتے پکاتے ہوئے شرک کرنا پڑے گا۔ کہ ایک چیز آگ ہے۔ پھر وہ جل کر دوسری اشیا کو پکا دیتی ہے۔ پھر ایک چیز آٹا ہے۔ جو کھانے سے پیٹ کو بھر دیتا ہے۔ اور ان تمام اشیا کا وجود ماننا اور ان کے خواص پر بھی یقین لانا شرک ہوگا۔ خود شرک کا ماننا یعنی شرک پر ایمان لانا شرک ہو جائیگا۔ پانی پیتے ہوئے پانی کے وجود کا ایمان اور اس کے خواص پر یقین بھی شرک ہوگا۔ اور ایک عجیب دور و تسلسل ہو جائیگا۔ شرک کی یہ تعریف تو نہیں۔ کہ خدا کے سوائے کسی اور چیز کو نہ مانا جائے۔ بلکہ شرک کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ان صفات میں کسی کو خدا کا شریک کرنا جو اس کے لئے خاص ہیں۔ اور جس میں کسی کا دخل نہیں ہے۔ یا اس حد سے زیادہ کسی کو صفات الہیہ میں شریک کرنا۔ جو اس نے مخلوقات اور مصنوعات میں ودیعت کی ہیں شرک اول کی مثال خلق ہے۔ کہ اس میں اس نے کسی کو شریک نہیں کیا۔ اور شرک دوم کی مثال سمع ہے۔ کہ اس نے انسانوں اور حیوانوں میں سمع کی طاقت رکھی ہے۔ لیکن ایسی طاقت کسی کو نہیں دی۔ کہ اپنی کانوں کیساتھ کل دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی آوازوں کو سن لے۔ پس کسی کو خالق ماننا یا اس قسم کا سمیع ماننا۔ کہ کل باریک اور موٹی دھیمی اور جلی آہستہ اور اونچی سب آوازوں کو بیک دم سن لیتا ہے۔ شرک ہوگا۔ نہ کہ کسی کا محض وجود ماننا یا کسی کی عام فرمانبرداری شرک ہوگی دوسری بات جو پنڈت صاحب نے اس آیت سے نکالی ہے یہ ہے۔ کہ اگر ایمان سے آنحضرت کی رسالت کا ماننا ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے۔ تو اس پر دوسرا یہ اعتراض پڑتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ضرورت کیا تھی۔ اور جبکہ آپکی خدا کو کوئی ضرورت تھی۔ اور آپکے بغیر خدا کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ تو ضرور خدا قدرت سے خالی ہوا لیکن اس

... پر بھی پڑیگا۔ کہ ان چار رشیوں کی ضرورت کیا تھی۔ کیا پرمیشور ان کے بغیر کام نہیں کر سکتا تھا

فضیلت اسلام

کلمۂ توحید میں حکمت

اسلام کا سب سے بڑا اصل

اسلامی اصول میں سے سب سے پہلا اصل توحید یعنی اللہ تعالےٰ کو ایک جاننا اور اس کی ذات میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرانا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو ہدایت فرمائی۔ کہ وہ شہادت دیں۔ لاالٰہ الااللہ اور یہی وہ اصل ہے جس پر تمام دیگر اصول کا مدار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام صفات کمال کا موصوف اور تمام عیبوں سے پاک واقعی اور سچا معبود صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی دوسرا معبود ہونے کے لائق نہیں۔ اللہ کا لفظ کہہ کر اس بات کے لئے وجہ اور دلیل پیش کی کہ حقیقی معبود وہی کامل ذات ہے۔ کیونکہ اللہ کے لفظ میں یہ پایا جاتا ہے کہ وہ ایسی ذات ہو۔ جو تمام خوبیوں کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہو اسی لئے وہ معبود بھی ہے۔ کیونکہ معبود وہی ذات ہو سکتی ہے۔ جو صفات کمال کی جامع اور تمام برائیوں سے منزہ ہو۔ اور جو لیس کمثلہ شیئ کی مصداق ہو۔

آنحضرت صلی اللہ نے توحید کی حقیقت لوگوں کے اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے ماتحت جو کلمہ تجویز فرمایا۔ یعنی لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ اس میں اپنی عبودیت کا بھی ساتھ ہی ذکر کر دیا تا آپ کے ماننے والے پہلی امتوں کی طرح آپ کو بھی معبود نہ بنالیں۔

بیہودہ اعتراض

کوتاہ بینوں نے اس پر بھی اعتراض کیا۔ اور کہہ دیا اسلام میں بھی توحید کی تعلیم نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ کلمہ میں خدا کے ساتھ رسول کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ بات ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ نہایت مصلحت اندیشی پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگی کہ کلمہ توحید ہی ایک ایسی زبردست چیز ہے جو حقیقی توحید کے قیام کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ورنہ اگر اس میں محمد رسول اللہ نہ رکھا جاتا تو امم سابقہ کی طرح مسلمان بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خدائی صفات منسوب کرنے لگ جاتے۔

اور وہ بھی اسی طرح اس بارے میں گمراہ ہو جاتے جس طرح پہلی امتیں ہو گئیں۔ عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام جیسے انسان کو ابن اللہ اور خدا قرار دے دیا۔ جنہوں نے یہاں تک خاکساری اور انکساری کا اظہار کیا۔ کہ کہا مجھے نیک بھی نہ کہو۔ سری رام چندر جی جیسا صدمہ رسیدہ شخص معبود اور اوتار تسلیم کر لیا گیا۔ سری کرشن جی مہاراج جو ایک تیر کے صدمے سے نہ بچ سکے۔ ایشور اور پرمیشور کہے گئے۔ غرضیکہ کئی ایک انبیاء کو ان کی وفات کے بعد معبود بنا لیا گیا۔ لیکن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مقدس ایسی ہے۔ کہ ایک طرف تو سب انبیاء سے بڑھ کر آپ کی شان ہے۔ اور دیگر انبیاء آپ کے سامنے ایسے ہی ہیں۔ جیسے چودھویں کے چاند کے مقابلہ میں تارے۔ اور دوسری طرف یہ حقیقت ہے۔ کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا فرقہ نہیں ملیگا۔ جو آپ کی طرف کسی قسم کی صفات الوہیت منسوب کرتا ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ آپ نے کلمہ توحید میں محمد رسول اللہ کے الفاظ رکھ کر ہی ٹھوکر سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ اور اپنی عبودیت کے اقرار کو توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ لازمی اور ضروری قرار دے دیا۔

رسول کریمؐ کی بشریت کا اظہار

پس یہ اعتراض کرنا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محمد رسول اللہ کے الفاظ کلمہ توحید میں رکھ کر توحید کے خلاف بات کی ہے۔ نادانی اور جہالت ہے کیونکہ یہی وہ اصل ہے جس سے آپ کے شیدائیوں نے یہ سمجھا۔ کہ واقعی عبادت کے لائق تو صرف اور صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے اور آپ خدا تعالےٰ کے فرستادہ ہیں۔ آپ ایک بشر ہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے منہ سے کہلایا۔ انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد کہ میں تو تمہارے جیسا ہی ایک بشر ہوں۔ ہاں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ۔ خدا تعالےٰ نے مجھے اپنی وحی سے مشرف کیا ہے۔ اور تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پس خدا صرف ایک ہی ہے اور وہی تمہارا معبود ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس اسلامی تعلیم کی یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ کہ اس نے توحید کو ایسے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ کسی اور مذہب نے یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ یہ اسلام کی اسی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ عرب جیسی قوم جو خطرناک طور پر قبل از اسلام بت پرستی اور شرک میں مبتلا تھی وہ ایسی پختگی اور مضبوطی کے ساتھ توحید پر قائم رہی اور دیگر اقوام کی طرح اپنے مقتدا و پیشوا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معبود بنانے کی ضلالت

کرامت یا معجزہ اور کسے کہتے ہیں؟

سید بارغ علی شاہ صاحب احمدی سکنہ معین الدین پور ضلع گجرات کے ساتھ تائید الٰہی کا ایک عظیم الشان واقعہ ۱۵ جنوری کے الفضل میں چھپا ہے۔ احباب اسے بار بار پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی دکھائیں۔ کہ کس طرح دشمن ان کو اکیلا دیکھ کر ان کی تذلیل اور ایذا رسانی کے درپے تھے اور کس طرح سب جمع ہوئے کہ ان کو جانی اور مالی نقصان پہنچائیں۔ پھر کس طرح غیب سے خدا کا ہاتھ یکدم نصرت کے لئے نکلا اور اس نے دشمنوں کے منصوبوں کو پاش پاش کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے ان دشمنوں نے بھی کوئی حد درجہ کی ذلت کا سامان اپنی طرف سے کیا تھا ورنہ ان کو ایسی خطرناک سزا نہ ملتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا حلیم ہے۔ لوگ قرآن میں بنی اسرائیل کی فتح اور فرعونیوں کے غرق ہونے کا حال پڑھتے ہیں۔ اور نصرت الٰہی اور تائید غیبی پر عش عش کرتے ہیں۔ کیا یہ نشان کچھ کم درجہ کا نشان ہے؟ بس یہی باتیں تو مذہب کی جان اور اس کی صداقت کا معیار ہیں۔ انہی کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان رکھا ہے بغیر ان کے تو مذہب ایک بے جان چیز ہے اور یہی وہ کرامات ہیں۔ جو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں۔ اور انہی کو اللہ تعالےٰ کی صفات یا حُسن و جمال یار کے آثار کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

کوئی مذہب نہیں ایسا جو نشان دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

پچھلی امتوں کے قصے اور پچھلے معجزے سب سنی سنائی باتیں اور کہانیاں ہیں۔ جب خدا وہی قادر خدا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے تو پھر اس بات کو کیوں بعید سمجھتے ہو کہ وہ ہر زمانہ میں اپنے تازہ بتازہ نشانات سے اپنے بندوں کے ایمان میں جان ڈالے۔ اور اپنے انا الموجود ہونے کا ثبوت دیتا رہے۔

(خاکسار۔ سید محمد اسماعیل از رہتک)

مراسلات

اسلامیہ کالج لاہور کے احمدی طلباء کا جلسہ

۱۷ فروری بعد نماز جمعہ اسلامیہ کالج لاہور کے احمدی طلبا کا ایک جلسہ زیر صدارت سید محمود احمد شاہ صاحب بی۔ اے مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز بالاتفاق پاس کئے گئے:۔

۱۔ اسلامیہ کالج کے احمدی طلبار کا یہ جلسہ پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج کی ناقابل برداشت خاموشی پر اظہار تشویش کرتا ہے کہ انہوں نے احمدی طلبار کی طرف سے اخبار "زمیندار" کے حدود کالج میں داخلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے باوجود کوئی کارروائی تاحال نہیں کی

۲۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ اگر کالج کی حدود میں اخبار مذکور کا داخلہ اور فروخت بند نہ ہوئے تو اس کا صریح طور پر یہ مطلب ہوگا۔ کہ پرنسپل صاحب نے فرقہ وارانہ تبلیغ کی ممانعت کے احکام محض احمدی طلبار پر اثر ڈالنے کے لئے جاری کئے ہیں

۳۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ اخبار "زمیندار" احمدی طلبار کے جذبات کو بازاری طریق صحافت سے مجروح کرتا ہے۔ اور کالج کی حدود میں اس کا داخلہ یقیناً پرنسپل صاحب کے اپنے جاری کردہ نوٹس مورخہ ۳۱/۱۲/۳۱ کی خلاف ورزی ہے۔

۴۔ ریزولیوشنز کی نقول پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج۔ کالج کمیٹی کے سکرٹری پریذیڈنٹ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں روانہ کی جائیں۔

صاحب صدر نے اپنی تقریر میں کہا۔ ہمیں اس بات سے رنج پہنچتا ہے۔ کہ ہماری جیبوں سے ریڈنگ روم کے لئے چندہ وصول کرکے ہمارے ہی مقدس امام اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگان جماعت کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا مجموعہ "زمیندار" اخبار کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور پھر کہا۔ کہ میں علی الاعلان کہتا ہوں۔ کہ اگر کالج کی حدود میں اخبار "زمیندار" کو بند نہ کیا گیا۔ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو فروخت کرنے والے بھی موجود ہیں۔

خاکسار

بشیر احمد صادق۔ اسلامیہ کالج لاہور

ایک ملزم کے فعل سے اظہار نفرت

انجمن احمدیہ ملتان کے ایک غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۱۷ فروری میں زیر صدارت منشی محمد بخش صاحب وائس پریذیڈنٹ بالاتفاق آراء حسب ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے

۱۔ ہم جملہ ممبران انجمن احمدیہ ملتان۔ مقبول الہٰی نامی شخص کے اس فعل شنیعہ کو جو کہ محلہ قدیر آباد کے غیر احمدی اس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ کہ اس نے اس محلہ میں تھوڑا عرصہ رہ کر ایک ہمسایہ کی دو لڑکیوں کا اغوا کیا۔ قطعی بریت کا اظہار کرتے ہیں اور اگر اس نے اس قبیح فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ تو ہم اسے انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے اس کا ذاتی اور انفرادی فعل قرار دیتے ہیں۔ جو کسی طور پر بھی ملتان کی جماعت احمدیہ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔

۲۔ ہم ان اخبار والوں اور ان کے ہمنواؤں کے متعلق بھی کمال تاسف کا اظہار کرتے ہیں۔ جنہوں نے ناحق اس شخص کے انسانیت سوز اور شرمناک فعل کو ہماری جماعت کی طرف منسوب کیا۔ اور خلاف واقعات امور کی اشاعت کرکے جماعت احمدیہ ملتان کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

۳۔ ہم ان لڑکیوں کے مغموم والدین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ جنہیں مقبول الہٰی مذکور کے اس سفلانہ فعل سے صدمہ پہنچا

۴۔ ہم ایسے بدنام کنندہ انسانیت شخص کا پتہ لگانے اور اسے کیفر کردار تک پہنچانے کی خاطر ہر ممکن امداد دینے کے لئے تیار ہیں

۵۔ مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ناظر صاحب امور عامہ قادیان اخبار الفضل قادیان اور اخبار انقلاب لاہور کو روانہ کی جائیں

خاکسار شیخ محمد حسین جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ ملتان

اڑلیسہ مسلم کانفرنس

اڑیسہ کے مسلمانوں کی سیاسی کانفرنس ۵ فروری کو کٹک میں منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر راس مسعود صاحب وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی نے اس کانفرنس کا افتتاح کیا۔ جب آخیر وقت میں ہمیں معلوم ہوا۔ کہ اس میں ہمارا کوئی نمائندہ نہیں بلایا گیا تو کارکنان کانفرنس سے اس کے متعلق گفتگو کی۔ اور انہوں نے آل اڑلیسہ احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے اس کے سکرٹری مولوی سید عبد المنعم صاحب بی۔ اے کو احمدی نمائندہ کی صورت میں کانفرنس کی سبجکٹ کمیٹی میں داخل کر لیا۔ اور انہیں ایک ریزولیوشن بھی تحریک کرنے کے واسطے دیا۔ ہم کانفرنس کے ریسپشن کمیٹی کے پریذیڈنٹ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارا مطالبہ منظور کر لیا۔ مولوی عبد الستار صاحب ایم۔ اے پریذیڈنٹ آل اڑلیسہ احمدیہ ایسوسی ایشن قابل شکریہ ہیں۔ جنہوں نے عین وقت پر احمدی نمائندہ کی شمولیت کی کوشش فرمائی۔ اور کامیاب ہوئے :۔ وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ

مسلمانان پونچھ کی قانونی امداد

قاضی عبد الحمید صاحب پلیڈر امرتسر چھ سات ماہ سے کشمیر کمیٹی کی طرف سے مسلمانان پونچھ کی قانونی امداد میں مصروف ہیں۔ مقدمات سرکار بنام تارو۔ سردار فتح محمد خان۔ سردار نوازش علی خان وغیرہ کل آٹھ کس جرم آتشزدگی۔ اور سرکار بنام فقیر محمد خان جرم آتشزدگی میں آپ نے نہایت محنت اور قابلیت سے پیروی کی۔ اب اطلاع آئی ہے۔ کہ ہر دو مقدمات میں تمام ملزمان بری کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں بعض علاقہ پونچھ کے معزز ترین خاندان سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جنکو پولیس اور ہندوؤں نے محض سر برآوردہ ہونے کی وجہ سے جھوٹے مقدمات میں پھنسایا تھا۔ :۔ (سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی)

امرت دھارا ٹورنمنٹ

ہم نے امرت دھارا کی سلور جوبلی سے ہر سال پبلک کے مفید مطلب بہت سی باتوں کے ساتھ ٹورنمنٹ بھی کرنا شروع کیا تھا۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ عام پبلک کی صحت و طاقت بڑھانے کا شوق بڑھایا جائے۔ اور وہ لوگ جو دیہی ورزشیوں وغیرہ کے ٹورنمنٹ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ انکو موقعہ دیا جائے۔ مگر تجربہ نے تبلایا۔ کہ ہمارے ٹورنمنٹ میں بھی وہی اصحاب شامل ہوتے ہیں جنکو سال میں اور بھی کئی مواقع ملتے ہیں۔ اور ہر سال قریباً وہ ہی مقابلے والے ہوتے ہیں۔ اس طرح چونکہ ہماری غرض پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کچھ دوسری مفید مطلب باتوں کا تجربہ کیا جائے مثلاً دلچسپی لینے والے اصحاب کو دعوت دیکر عملی طور پر ان کی صحت بڑھانے والی باتوں کو تکمیل دینا وغیرہ اس دفعہ انہی دنوں میں ہوتی بھی ہے۔ اس واسطے بھی یہی مناسب سمجھا گیا ہے۔ اور اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال ٹورنمنٹ نہ کیا جائیگا۔

ہر خاص و عام کے واسطے ایک نہایت مفید بات کر دی گئی ہے۔ کہ کارخانہ کی ادویات سارا ماہ ارزاں رعایت سے ملینگی

(مینیجر امرت دھارا لاہور)

احباب کی خاص توجہ کیلئے

دلکش پرفیومری کمپنی کی ایجادوں سے سینکڑوں لوگ فائدہ حاصل کر رہے ہیں اس لئے آپ بھی ایک بار ضرور آزمائش کریں

کنارسی رونس (رجسٹرڈ)

عورتوں اور مردوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے لاثانی ثابت ہو چکی ہے۔ ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ رعایتی قیمت عہ فی شیشی محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

میر فضل الرحمن نعمت الٰہی۔ گلباغ ٹیکری حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کی دولکنارسی رونس بہت عمدہ چیز ہے۔ خصوصاً معمر بوڑھوں کے لئے جن کا نظام عصبی بگڑا ہوا ہو ہر قسم کی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ آپ کی دوا سے خدا کے فضل سے قوت معلوم ہوتی ہے چلنے پھرنے میں تکان نہیں۔ دور تک چلتا پھرتا ہوں۔ ہاضمہ درست۔ اجابت صاف

دلکشا ہیر آئل (رجسٹرڈ)

بالوں کی حفاظت۔ ان کو لمبا۔ ملائم۔ مضبوط اور سفید ہونے سے روکنے اور بے وقت سفید شدہ بالوں کو سیاہ بنانے کے لئے بہترین تیل۔ قیمت رعایتی۔ فی شیشی ۸ اونس ایک روپیہ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب تحریر فرماتی ہیں۔ قریباً ایک سال سے آپ کا تیل استعمال کر رہی ہوں۔ میرے سر کے بال جو کھردرے اور جھڑتے رہتے تھے۔ نیز سفید ہونے شروع ہو گئے تھے۔ آپ کے تیل کے استعمال سے ملائم۔ لمبے اور سیاہ ہو گئے ہیں

دلکشا سنون

دانتوں کو سفید۔ اور مضبوط بنانے کیلئے بے نظیر منجن ہے۔ اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی ہر قسم کی امراض خواہ پائیوریا ہو یا کوئی اور مرض بہت جلدی دور ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ تولہ ۱۰/ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔ بشریٰ بیگم صاحبہ بمبئی سے تحریر فرماتی ہیں۔ آپکا وی پی موصول ہوا۔ منجن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اچھا ثابت ہوا ہے۔

سرمہ نورانی

آنکھوں کی جملہ امراض کیلئے خصوصاً ککروں جیسی موذی مرض کیلئے ایک جڑ سے اکھاڑنے والی ایجاد ہے۔ فضل کریم صاحب ضلع گجرات تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں عرصہ سے آنکھوں کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اور علاج نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے آپکا سرمہ نورانی خرید کر استعمال کیا۔ بفضلہ تعالیٰ مجھے ایک ہفتہ

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

گود بھری حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ صاحب شاہی طبیب کا ستر سالہ مجرب نسخہ حب اٹھرا گورنمنٹ آف انڈیا سے نظام جان اینڈ سنز کیلئے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ جو دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے تو یہی حب اٹھرا رجسٹرڈ گھر میں استعمال کرا دیں۔ اگر آپ نے بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے تو حب اٹھرا رجسٹرڈ ضرور استعمال کرا دیں۔ اگر آپ کو بفضل خدا ذہین خوبصورت۔ باعمر۔ تندرست بچوں کی ضرورت ہے تو حب اٹھرا رجسٹرڈ ہی استعمال کرا دیں۔ حب اٹھرا مرض اٹھرا کا تریاق ہے۔ اٹھرا کی شناخت۔ حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال تک نہیں پہنچتے۔ حب اٹھرا رجسٹرڈ رحم میں بچہ کو طاقتور بناتی۔ حمل کو گرنے سے روکتی ہے۔ اور پیدائش میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ بچہ اور والدہ کے لئے تریاق ہے۔ فوراً حب اٹھرا رجسٹرڈ منگوا کر استعمال کرا دیں۔ اور قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ منگوانے پر صرف للعہ روپیہ علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

المشتہر۔ نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس و بیل ٹیکی، نیشکر کے بیلنے جات انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹر) بادام روغن نکالنے قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے چاولوں اور سیویاں کی مشینیں۔ دستی لمپ۔ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ اور بارعایت خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی و اعلیٰ ہل انگانا کا

ایم اے رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ پنجاب

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھایئے

اسے بلا مبالغہ دس ہزار ہر طبقہ کے انسان ہفتہ میں تین بار پڑھتے ہیں۔

شائع ہو گیا! شائع ہو گیا!

حصہ اول

اردو

دنیا کی سب سے بڑی لغت جامع اللغات

السنہ متعلقہ

مصنفہ خواجہ عبد المجید بی۔ اے

اردو۔ ہندی۔ فارسی۔ عربی اور سنسکرت کے تعداد الفاظ کا مخزن۔ لاکھوں محاورات کا حامل پچیس ہزار سے زائد ضرب الامثال اور اقوال کا مجموعہ۔ الفاظ علمیہ کی تشریحات۔ مشاہیر عالم کی سوانح عمریاں۔ خصوصاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی تاریخ اور ان کے مشاہیر کے حالات۔ علم الاصنام کے قصے۔ ملکوں اور شہروں وغیرہ کے حالات اور تاریخی واقعات نہایت تفصیل سے درج ہیں۔ محاورات نسواں۔ محاورات عامہ۔ اصطلاحات پیشہ وراں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہر اردو لفظ کا تلفظ اور مادہ بھی دیا گیا ہے۔ حصہ اول میں تقریباً ۱۵۰۰۰ الفاظ، ۳۰۰۰ محاورات، ۵۰۰ ضرب الامثال، ۱۰۰ مشاہیر عالم کی سوانح عمریاں اور بہت سے جغرافیائی مقامات کے حالات اور علم الاصنام کے قصے درج ہیں خریداروں کی سہولت کیلئے اس کتاب کو اسی صفحات کے کم و بیش تیس ماہواری حصوں میں شائع کیا جائیگا۔ جس کی تقطیع ۲۶×۳۰/۸ ہے اور فی صفحہ تین کالم ہیں بہترین کاتب نے اس کتاب کو لکھا ہے اور نہایت اعلیٰ کاغذ استعمال کیا گیا ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک ہے پہلا حصہ تیار ہے فوراً طلب فرمائیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ المشتہر

خواجہ ایم محمود طوری بی اے مینیجر جامع اللغات گوبند رام سٹریٹ چیمبرلین روڈ پوسٹ بکس ۲۳ لاہور

خریداران الفضل

جن کو ۷ مارچ وی پی ہونگے

جو صاحب وی پی کے ۵ رخرچ زائد سے بچنا چاہیں وہ اپنا نام فہرست میں پڑھتے ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں یہ ان اصحاب کے نام ہیں جن کا چندہ ۱۶ فروری سے ۱۵ مارچ تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ مینیجر

نمبر خریداری	نام
۱۲۶	مولوی انوار حسین خاں صاحب
۱۸۱	منشی غلام حیدر صاحب
۲۰۱	میاں غلام رسول صاحب
۲۱۳	محمد عثمان صاحب
۲۷۹	میاں یعقوب خانصاحب
۳۶۲	بابو عبدالغفور صاحب
۳۷۷	محمد امیر صاحب
۴۶۹	مولوی محمد دین صاحب
۴۹۳	مولوی عمر الدین صاحب
۸۷۳	مستری مہر اللہ صاحب
۸۸۳	بابو ظہور الحسن صاحب
۹۳۵	منشی صدر الدین صاحب
۱۰۷۴	منشی سلطان عالم صاحب
۱۱۷۶	منشی معراج الدین صاحب
۱۵۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۱۵۶۹	قاضی محمد شریف صاحب
۱۶۱۹	مولوی الیاس الدین صاحب
۱۶[illegible]	مولوی غلام محمد صاحب
۱۸۱۵	چوہدری ظفر اللہ خانصاحب
۱۸۹۳	محمد حسین صاحب
۲۵۲۴	اہلیہ حکیم خلیل احمد صاحب
۲۵۵۶	محمد یوسف صاحب
۲۷۱۵	عزیز محمد صاحب
۲۷۱۸	خانزادہ محمد دلاور خانصاحب
۲۷۵۰	ڈاکٹر برکت اللہ صاحب
۳۱۷۰	میاں غلام حسین صاحب
۳۱۷۷	ڈاکٹر محمد رفیع خانصاحب
۳۲۹۴	مستری عبدالرزاق صاحب
۳۴۳۰	منشی عبدالعزیز صاحب
۳۴۷۳	ہدایت اللہ صاحب
۳۷۴۸	شیخ بدر الدین صاحب
۴۳۰۱	شیخ فضل کریم صاحب
۴۳۳۷	غلام قادر صاحب
۴۳۴۷	غلام احمد صاحب
۴۴۳۹	شیخ نذیر احمد صاحب
۴۴۵۰	محمد عبداللہ صاحب
۴۵۳۰	خدا بخش صاحب
۴۶۲۴	مرزا محمد علی صاحب
۴۷۴۸	ابو الہاشم صاحب
۴۸۰۰	ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب
۴۸۳۹	محمد حسین صاحب
۴۹۶۰	ہمشیرہ چوہدری ولی محمد صاحب
۵۰۴۶	ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب
۵۱۹۶	سید احقر احمد صاحب
۵۲۳۷	جان محمد صاحب
۵۳۱۶	خلیل شاہ صاحب
۵۴۴۹	منشی اللہ دتا صاحب
۵۶۶۲	علی حسن صاحب
۵۶۸۲	عبدالشکور صاحب
۵۸۳۸	بابو برکت اللہ صاحب
۵۹۱۳	بابو عبدالقدوس صاحب
۶۱۰۴	بابو مولا بخش صاحب
۶۱۳۸	سید منظور حسین شاہ صاحب
۶۱۸۶	ہیڈ جمعدار محمد خانصاحب
۶۲۹۴	مرزا مبارک بیگ صاحب
۶۴۸۲	محمد یوسف علی صاحب
۶۵۴۲	نظام الدین صاحب
۶۵۸۹	شیر زمان صاحب
۶۶۱۱	جناب غلام قادر صاحب
۶۷۳۶	چوہدری خدا بخش صاحب
۶۸۲۸	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
۶۸۴۰	مخدوم نذیر احمد صاحب
۶۸۵۲	عبدالحلیم صاحب
۶۹۲۰	ملک بہادر خان صاحب
۶۹۲۱	جناب حشمت علی صاحب
۶۹۲۲	حکیم تاج محمد صاحب
۶۹۲۴	جناب دولت محمد صاحب
۶۹۲۵	مرزا عطاء اللہ صاحب
۶۹۳۲	میر عبدالرحمن صاحب
۷۱۸۶	مستری فیض احمد صاحب
۷۱۸۸	بابو عبدالعزیز صاحب
۷۲۰۴	چوہدری اللہ داد خانصاحب
۷۲۵۳	بابو محمد خورشید صاحب
۷۳۰۱	خدا بخش صاحب
۷۴۱۳	شیخ عبدالعلیم صاحب
۷۴۳۹	صلاح الدین صاحب
۷۵۲۷	چوہدری عنایت اللہ خاں صاحب
۷۶۵۵	سکرٹری انجمن احمدیہ
۷۷۴۴	محمد عمر صاحب
۷۷۲۹	عبدالرحمن صاحب
۷۷۸۲	شیخ عبدالرحمن صاحب
۷۷۸۳	نور حسین صاحب
۷۷۸۴	امام الدین صاحب
۷۷۸۶	شیخ حسن صاحب
۷۷۹۹	چوہدری غلام رسول صاحب
۷۸۱۳	محمد عظیم صاحب
۷۸۵۴	جناب مولا بخش صاحب
۷۹۱۳	ڈاکٹر سید اقبال حسین شاہ صاحب
۷۹۴۳	بدیع الزمان صاحب
۷۹۴۲	اہلیہ شیخ حامد علی صاحب
۷۹۴۴	محمد زمان خان صاحب
۷۹۴۶	محمد اکرم صاحب
۷۹۵۶	دوست محمد صاحب
۷۹۵۸	مولوی عبدالعزیز صاحب
۸۰۳۶	نصیر احمد صاحب
۸۱۸۰	چوہدری صادق علی صاحب
۸۱۸۳	شیخ ظہور الدین صاحب
۸۱۹۹	خانزادہ امیر اللہ خانصاحب
۸۳۱۴	قاضی محمد اسلم صاحب
۸۳۴۵	میاں غلام محمد صاحب
۸۳۶۵	محمد عزیز صاحب
۸۳۸۴	دی ہندو آئرن اینڈ اسٹیل ورکس
۸۳۸۸	مرزا جان عالم صاحب
۸۴۳۰	شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب
۸۴۹۰	کرم الدین صاحب
۸۵۱۶	دانشمند صاحب
۸۵۲۸	اہلیہ محمد محمود خانصاحب
۸۶۱۷	مسٹر رفیع الزمان خانصاحب
۸۶۲۱	منشی محمد علی صاحب پٹواری
۸۶۲۴	جناب غلام نبی صاحب
۸۶۳۱	مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
۸۶۳۲	عبدالقادر خان صاحب
۸۶۳۵	خواجہ نظام الدین صاحب
۸۶۴۷	قادر بخش صاحب
۸۶۴۹	احمدی خاتون بنت محمد نظیر الحق صاحب
۸۶۵۰	چراغ دین صاحب
۸۶۶۱	جماعت احمدیہ چک [illegible]
۸۷۲۰	بابو محمد منیر صاحب
۸۷۲۵	غلام رسول صاحب
۸۷۵۵	چوہدری کریم بخش صاحب
۸۷۷۷	محمد سعید خانصاحب
۸۷۹۰	میاں اللہ دتا صاحب
۸۷۹۳	عزیز اللہ خان صاحب
۸۸۴۳	غلام رسول صاحب قمر
۸۸۵۱	رحمت اللہ صاحب
۸۸۷۸	محمد عمر صاحب
۸۸۸۳	غلام رسول صاحب
۸۹۱۱	بابو عبدالواحد صاحب
۸۹۱۶	عین علی شاہ صاحب
۸۹۴۳	ایم۔ اے سلام صاحب
۸۹۵۱	منشی رحمت علی صاحب
۸۹۶۸	راجہ عبدالرحمن خانصاحب
۹۰۸۱	شیخ محمد علی صاحب
۹۰۸۲	شیخ اکرام اللہ صاحب
۹۰۸۹	شیخ سبحان علی صاحب
۹۰۹۴	ایچ ایم محمد حیات صاحب
۹۱۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۹۱۳۰	ملک عبدالخالق صاحب
۹۱۳۸	عبدالقادر خان صاحب
۹۱۷۷	محمد یوسف صاحب
۹۱۹۷	سکرٹری صاحب
۹۲۰۳	سردار فیض اللہ خانصاحب
۹۲۰۴	راجہ عمر دراز خانصاحب
۹۲۰۶	شریف احمد صاحب
۹۲۰۹	قاری حافظ میر روشن علی صاحب
۹۲۱۰	مولوی غلام نبی صاحب
۹۲۱۵	حکیم غلام محمد صاحب
۹۲۲۰	چوہدری برکت اللہ خانصاحب
۹۲۲۱	سید حسین شاہ صاحب
۹۲۲۲	غلام رسول صاحب
۹۲۲۳	فتح محمد صاحب
۹۲۲۶	حاجی محمد صاحب
۹۲۳۲	حکیم عبدالرحمن صاحب
۹۲۳۴	چوہدری پیر محمد صاحب
۹۲۴۴	جناب منصب علی خانصاحب
۹۲۴۷	بابو عطاء اللہ صاحب
۹۲۵۳	ماسٹر محمد طفیل صاحب
۹۲۵۶	چوہدری رجب علی صاحب
۹۲۶۰	شیخ عبدالسلام صاحب
۹۳۰۷	میاں بلند بخش صاحب
۹۳۱۳	محمد حسین صاحب
۹۳۱۵	ملک غلام محمد صاحب
۹۳۱۶	جناب غلام احمد صاحب
۹۳۴۱	اکبر علی خان صاحب
۹۳۵۱	بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۵۵	چوہدری علی محمد صاحب
۹۳۵۹	غلام محی الدین صاحب قریشی
۹۳۶۹	نذر محمد خان صاحب
۹۳۷۰	چوہدری محمد طفیل صاحب
۹۳۷۵	بابو عبدالحکیم صاحب
۹۳۸۲	محمد احمد صاحب
۹۳۸۶	اے۔ آر۔ ایم۔ خلیل الرحمن صاحب
۹۴۳۶	شیخ فضل الرحمن صاحب
۹۴۴۸	محمد خلیل صاحب
۹۴۴۹	حاجی اللہ بخش صاحب
۹۴۵۰	منشی محمد بخش صاحب
۹۴۵۳	چوہدری علی محمد صاحب
۹۴۵۵	مرزا عبدالحق صاحب
۹۴۵۶	قاضی محمود الحسن صاحب
۹۴۵۷	جناب محمد بشیر الدین صاحب
۹۴۵۹	جناب محمد عیسیٰ صاحب
۹۴۶۰	جناب بشیر احمد صاحب
۹۴۶۱	میاں ولی محمد صاحب
۹۴۶۸	غلام مرتضیٰ خان صاحب
۹۴۷۵	محمدی بیگم صاحبہ
۹۴۷۶	عبدالرحیم صاحب
۹۴۸۲	عباد اللہ صاحب
۹۴۸۹	محی الدین صاحب
۹۵۰۳	جناب احمد خان صاحب
۹۵۱۷	غلام رسول صاحب
۹۵۲۸	ملک نبی محمد صاحب
۹۵۴۷	ماسٹر بشیر احمد صاحب
۹۵۶۶	مستری محمد یعقوب صاحب
۹۵۷۱	چراغ الدین صاحب
۹۵۷۵	سکرٹری انجمن احمدیہ
۹۵۷۶	محمد حیات صاحب
۹۵۷۸	سید عبدالغنی صاحب
۹۵۷۹	غلام علی صاحب
۹۵۸۰	محمد نثار احمد صاحب
۹۵۸۳	حسن محمد صاحب
۹۵۸۹	ملک معظم علی خان صاحب
۹۵۹۰	یونس سلیم احمد صاحب
۹۵۹۱	محمد ثناء اللہ صاحب
۹۵۹۳	مولوی محمد فضل صاحب
۹۶۳۱	بابو محمد عبداللہ صاحب
۹۶۳۴	ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

انسداد گداگری کے لئے راجکوٹ سٹیٹ لیجسلیٹو کونسل نے بالاتفاق ایک قانون کا ڈرافٹ منظور کیا ہے۔ جس کے رو سے مجسٹریٹوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ پہلی مرتبہ بھیک مانگنے والے کو صرف تنبیہ کر کے رہا کر دیں۔ یا دس روپیہ جرمانہ یا ایک ہفتہ کی سزائے قید دیں۔ اگر پھر وہی شخص گداگری کرنے کا مرتکب ہو تو اسے سو روپیہ تک جرمانہ یا ایک ماہ قید نیز دس کوڑوں کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ہز ہائی نس ٹھاکر صاحب کی آخری منظوری کے بعد یہ قانون نافذ العمل ہو جائے گا۔

جنوبی افریقہ کی اسمبلی کیپ ٹاؤن میں ۹ فروری کو ڈاکٹر ملن نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا برازیل گورنمنٹ نے یونین گورنمنٹ کو مطلع کیا ہے کہ ہندوستانیوں کو برازیل میں آباد کرنے کی کوئی سکیم سر دست غیر پسندیدہ ہے۔ اور حکومت ایسی کسی سکیم کو فی الحال عملی جامہ پہنانے سے معذور ہے۔

ریاست حیدر آباد کے محکمہ تعلیم کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ سال ریاست حیدر آباد میں تعلیم پر ۸۶ لاکھ ۷۳ ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

الور کے فساد زدہ علاقہ رام گڑھ اور دیگر کئی مقامات سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں مہاراجہ صاحب کی طرف سے کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کو صبح ۶ بجے سے پہلے اور شام کے چھ بجے کے بعد گھروں سے نکلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ دہلی الور روڈ پر گوڑ گاؤں کی طرف سے آنے والی موٹروں کو بھی ان اوقات میں ریاست میں داخل ہونے کی ممانعت ہے۔ نیز پانچ اشخاص سے زیادہ کا ایک جگہ جمع ہونا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ان احکام کی خلاف ورزی کے الزام میں اس وقت تک کئی اشخاص سزایاب ہو چکے ہیں۔

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ ۲۸ فروری کو یورپ تشریف لے جا رہے ہیں۔

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کا سالانہ جلسہ ۱۹ فروری کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ صدر جلسہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ باوجود کساد بازاری کے اس سال جس قدر بائیبلیں فروخت ہوئیں ان کی تعداد گذشتہ سال سے ایک لاکھ زیادہ ہے۔

چینی گورنمنٹ کو سرکاری طور پر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ صوبہ جہول کے چینی کمانڈروں کو شہر کیلو میں جاپانی کمانڈر کا الٹی میٹم موصول ہوا تھا کہ وہ فوراً شہر خالی کر دیں ورنہ ان پر حملہ کر دیا جائیگا۔ مگر چینی کمانڈروں نے اس الٹی میٹم کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ اس وجہ سے جاپانی فوجوں کی نقل و حرکت جاری ہے اور جنگ کا خوفناک وقت نزدیک دکھائی دے رہا ہے ایک اطلاع مظہر ہے کہ جاپانی سپاہیوں کی تعداد جو اس وقت جہول میں ہیں ۶۰ ہزار اور چینی سپاہیوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔

انگلستان کی عورتیں ہندوستان کے نئے کانسٹی ٹیوشن کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار کر رہی ہیں چنانچہ ان کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی میں ان کا نمائندہ بھی لیا جائے۔ تاکہ وہ ہندوستانی عورتوں کے حقوق کی محافظت کر سکیں۔

شاہان مغلیہ کے اہل خاندان نے وائسرائے کی معرفت ملک معظم کو ایک میموریل بھیجا ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ آئندہ دستور اساسی میں مغلیہ خاندان کے لوگوں کے حقوق کو محفوظ کر دیا جائے۔

مجلس قانون ساز یوپی نے ۱۷ فروری کو یہ تجویز منظور کی۔ کہ جن علاقوں میں لڑکوں کو ابتدائی تعلیم لازمی دی جا رہی ہے وہاں لڑکیوں کے لئے بھی ابتدائی تعلیم لازمی قرار دینے کے لئے عملی قدم اٹھایا جائے۔

چٹگاؤں کے اسلحہ خانہ پر چھاپہ مارنے والوں کا سرغنہ سوریہ سین جس کی گرفتاری کے لئے حکومت نے دس ہزار روپیہ انعام کا اعلان کیا تھا۔ ۱۷ فروری کو ایک دوسرے مفرور ملزم کی معیت میں چٹگاؤں میں گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتاری سے پہلے پولیس اور مفرور ملزموں میں دست بدست جنگ بھی ہوئی۔ مگر کوئی نقصان نہ ہوا۔

امریکن سینٹ نے ۱۷ فروری کو شراب کی ممانعت کے قانون کو منسوخ کرنے کا ریزولیوشن پاس کر دیا ہے اب یہ تجویز ایوان نمائندگان کے سامنے پیش ہوگی۔ اور اگر وہاں بھی منظور کر لی گئی تو پھر اسے ۴۸ ریاستوں کے مندوبین کے ایک خاص اجلاس میں بغرض تصدیق پیش کیا جائیگا۔

کشمیر گورنمنٹ نے پچھلے دنوں ہندوستانی ساخت کی اشیاء پر جو محصول عائد کیا تھا وہ ہٹا دیا ہے۔

مقدمہ سازش لاہور کے ۲۲ ملزمان کے خلاف پورے اڑھائی سال کی مسلسل سماعت کے بعد مختلف الزامات میں تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے ماتحت ۱۸ فروری کو سپیشل ٹریبونل نے فرد جرم عائد کر دی۔ اس مقدمہ کی سماعت سپیشل ٹریبونل نے نومبر ۱۹۳۰ء میں شروع کی تھی اور استغاثہ نے ان بائیس ملزمان کے خلاف مقدمہ ثابت کرنے کے لئے ساڑھے چار سو کے قریب گواہ پیش کئے۔

چینی سوداگروں نے تمام جاپانی مال کو مہریں لگا دی ہیں اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ وہ نہ جاپانی مال فروخت کرینگے نہ منگوائینگے اور یہ کہ اگر وہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کریں تو جرمانہ ادا کریں گے۔

مدراس لیجسلیٹو کونسل نے ۲۹ جنوری کو زمین کے مالیہ میں ۱۲½ فیصدی تخفیف کا ریزولیوشن پاس کیا تھا مگر گورنمنٹ نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ اس طرح گورنمنٹ کو ۷۰ اور ۸۰ لاکھ روپیہ کے درمیان نقصان اٹھانا پڑیگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ گورنمنٹ کو لوگوں کی بہتری کے بہت سے کام بند کرنے پڑینگے۔

ریاست الور کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کا نمائندہ رقمطراز ہے کہ حالات نے پھر نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ کشن گڑھ کے قریب ایک گاؤں میں لوٹ اور فساد کے واقعات رونما ہوئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ تقریباً ستر ہزار روپے کی مالیت کا سامان لوٹا گیا۔ ان واقعات کی بنا پر مسلح موٹریں واپس بلائی گئی ہیں۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اگزکٹو بورڈ کا اجلاس ۱۹ فروری کو نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اور ایک کمیٹی کی طرح ڈالی گئی۔ جسے مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کی بجائے ایک متحدہ سیاسی جماعت کے بنانے کے لئے تمہیدی گفت و شنید کے اختیارات تفویض کئے گئے اور قرار دیا گیا۔ کہ یہ کمیٹی بورڈ کے آئندہ اجلاس منعقدہ ۵ مارچ میں اپنی جدوجہد کے نتائج پیش کرے۔ اس کمیٹی میں سیٹھ عبد اللہ ہارون۔ مولانا شفیع داؤدی، مسٹر عبد العزیز اور سر محمد یعقوب شامل ہیں۔

سونے چاندی کا نرخ امرتسر کے بازار صرافہ میں ۲۰ فروری کو حسب ذیل تھا۔

سونا ولایتی ۳۰ روپیہ ۲ ؍ تولہ سونا دیسی ۳۰ [illegible] سونا نیشنل بنک ۳۰ روپیہ ۴ ؍ سونا معاہدہ ۳۰ روپے [illegible] چاندی معاہدہ ۵۰ روپیہ ۴ ؍ سو تولہ۔ چاندی بھوبی ۴۸ روپے ۱۲ ؍۔ پونڈ ۱۸ روپے ۷ ؍۔

مہاراجہ الور نے ۲۰ فروری کو ۴ بجے شام ایک شاہی دربار منعقد کیا۔ جس میں اعلان کیا کہ جہاں تک ریاست کے بجٹ کا تعلق ہے آمدنی ۵۶ لاکھ روپیہ ہے اور خرچ تقریباً ۵۰ لاکھ۔ مالیہ میں سے تین لاکھ روپیہ معاف کیا جاتا ہے۔ جن کے خلاف وارنٹ جاری کئے گئے ہیں وہ اگر غیر مشروط معافی مانگ لیں تو واپس آ سکتے ہیں۔ انہیں دس دن کی مہلت۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی